اینجانب

جنوری ہی تو ہے اگر ماہ دسمبر میں بھی

اس تعلیم و تہذیب کے چراغ کے ہوئے شرق کے ایام میں جس کو دیکھو وہاں کی سے رہا ہے۔ ہر ایک کام، ہر بات بلکہ ہر شعبہ میں ترقی ہی ترقی ہے جسے تو سات دن اور آٹھ کیا ہے وہ پہلے بارہ دلی ہوا میں ہوتے تھے ان بیانیہ کے فقیر بھی اب نہیں ہو گئے۔ بچے دریا میں ہاتھ چھوڑتے کو نچا پیچ تک بھی ہجا ڈبو سے فخر سے ہو گئے۔ ہندو مسلمانوں کی مروت بائی کیل ہول کی نشان بیٹھے انھیں دیدار کر یاد سے ہاتھ۔ تھے سے تھے۔ بدن سے بدن ملانے لگے۔ اب تو عورتیں مردوں کا بھی بول چال کے راگ ملا کا بگل بج رہا ہے۔ دیکھو تا ہندو مسلمانوں کے تہوار بھی تو اب کے سے ہیں بھائی بیٹھے جمع ہو کے رشتے لگی ہولی کے دن بڑی تیزی کے ساتھ آس سوچ رہی تھیں۔ اب صفر کے مہینے کے آخری بدھ کو دیکھئے کہ مسلمانوں کا آخری چہار شنبہ ہوا۔ اور ہندوؤں کا بھی وہاں کا میلہ۔ اب کون کہہ سکتا ہے کہ ہندو مسلمانوں میں باہم اتفاق نہیں۔ پہلے قصے بھی تو ہولی دامن کا ساتھ تھا یاں کر کے کو پابیل ہو سکے گی۔ اب میلوں میں ہر کیل پہلے بھی ل کے بچانے کے ستے کی بھگت کرنے بھول پڑے۔ کیونکہ خوش طبع سیرانی چہرے سے مستورات کی پاؤں کی پازیب نہیں رنا جس سے بولی اور عیاش طبع جوڑ کے گلے کا ٹکڑا دیتی میں آکر لینے لگا۔ بھلا ان ایلیوں کی دھما چوکڑی۔ اس تجربہ کو جین سے بیٹھے دے سکتی ہے۔ یہ دنیا کو کن راستے پڑھوں کی خواہش کا یار بھی ڈھائی سو ڈگری پر چڑھ جاتا ہے۔ بقول شخصے ؎

مرنے کو چلاتی ہے ترچی نظر کی آواز — اعجاز کا اعجاز ہے آواز کی آواز

جس کو دیکھو لنگوٹے کی طرح پیچھے پیچھے اور دنیا پھرتا ہے۔ بیٹھ ہی نہیں سکتا انجانب تو اس الاسیرت کال میں نکلا نہ بدھ جیر نیش پر صوباکا کہہ کے کانوں کی پٹی بھی ہوائی رونق دیکھئے اور پیٹ بھر کے جیر ٹھنڈا کر لیتے ہیں ؎

وہ ہنسے ہم کو رو دئے آخر
پھول کھلا گئے ہیں کھل کھل کے

(ذوق)

شے لوگوں سے مستانگی تھے کہ بھی کھانے شکر سے اور دنیا ملا بیچ ...

سے۔ ان کی تصدیق صورت بغاوت اور عجائبات اخبار کر رہے تھے۔ اور انھی احساس بہت سے ابھر نکل شبیا تھا۔ ہم جیالہ وہم خوار ہونے کے واسطے دو دو کی کبھی بیٹھنے کو موجود ہو گئے تھے۔ مگر کچھ دنوں سے ان کی شکر میں احساس پیدا ہو گئی اور ریٹ پڑ گئے اور وہ وقت آگیا کہ عدالتوں میں جا وال چھا جیاکر جواب دہی کرنے کو کھڑے ہوں۔ وہ ناپخت کمبہان ایک ہی خلاف ہوا کے جھونکے میں بکھری ہوئیں۔ افسوس نہ کمبہان کی ظاہری شیرینی اور عشق کی کو اچھی طرح سے انداز نہ کر سکے صرف ظاہری شیرینی دکا پر بکھر گئے تھے۔ ان نابجوں نے اتنا بھی تو نہ سوچا کہ نہ ہاندزادوں سے بھی کہیں دست درازیاں ہوتی ہیں۔ یہ گندی انچھے زبان نکالی جانے کے وقت کرتے تھے۔ اگر اتنا بھی پیش بندی کے راستے سے سوچ لیتے۔ تو انجانب ان کو بغیر سوچے کے جرأت و دلیل فہم ہی کا خطاب دے دیتے کہ بغاوت اخبار سرسری طور پر بات کے پورے مردانہ آئے تھے مگر انجام کار بد سے ہی نکلے کسی نے سچ کہا ہے کہ اونٹ پہاڑ کے نیچے ہی آ کر بلبلاتا ہوتا ہے۔ حضرت عدالتوں میں عزی کے بل کر ذی ناچنے دیکھی جاتی ہے۔ قلندر بچو۔ سے بندروں کو جیسا ناچ نچاتے ہیں وہ ویسا ہی ناچتے کا تماشائی بھی پر کب ٹھہر سکے ہیں۔ سچ ہے برے وقت کا کوئی ساتھی نہیں۔ ایک میں ہوں ایک خدا کی ذات ہے۔

کفش چوں دندان آرد سکندر زباش و در
لائق کفش نباشد سر کہ خندد بے محل

تو بھی۔ مرے چہرہ نے وہ بے بہا دو کا مول تول کر لیا ہے کہ روپیہ کا روپیہ بھر بلکہ روپیہ برابر بھی کس لگانے کو نہیں رہتا۔ جیتا چہرہ جس قدر گراں بہا ہو حق بجانب ہے۔ کیونکہ مردہ سے زندہ کا بھاری بھر کم ہونا بدیہی امر ہے۔ ورنہ پانی میں زندہ تو ڈوبتا اور نہ مردہ تیرتا رہتے۔ چہرہ کی فروخت انھیں ماثلی کسبیوں کا حصہ ہے جو زندہ انسان کی کھال کھینچ کر کھلے مکانوں۔ سڑکوں کی دوکانوں کے برآمدوں۔ اور بازاری کوٹھوں کے برآمدوں میں چشم و ابرو کی چھریاں کٹاری سے آنے جانے والے کی ہر کس و ناکس کی رہتی ہیں اور گرد کہاں سے ؎

چشم فتنہ غضب ہے ابرو نے خدا کا وہ جو کا آج شاید یار کی تیوری کا کھیل جاتے ہیں۔ ہمارے خیال میں تو یہ انسان کی کھال کھینچی طرفہ اگر کسی کھال و بازار بیٹھنے والے سے آ لگا بیٹھے تو وہ بھی ...

اور یہ بھی۔ اور جوتی کسب کم خرچ بالانشیں کے مصداق ہو جائیں۔ یہ سب جانتے ہیں کہ یہ طائفہ اپنی کسبی دوست آشنا کی کھال کی جوتیاں بھی بنائے تو وہ کبھی بھی منکر ہے۔ اس اشرف المخلوقات کی کھال کی جوتیاں کہاں میسر آتی ہیں۔ شریف تو ایرے غیرے نتھو خیرے سب سے بچے ہیں ان کی کھال کی جوتیوں سے ان جوتیوں کو اشرف ہی کہے گا۔ ہاں اتنی دقت ہے کہ پھلی آنکھ ہوتی جوتوں سے ذرا لفظ بازی کرنی پڑے گی۔ کہ جامع مسجد کی سیڑھیوں کے اٹھائی گیرے مسجد کے نمازیوں کی بھی جوتیاں لے بھاگنے سے نہیں چوکتے پہلے انکی کھال کی کھال بنانے کی تدبیر سوچ لینی چاہیئے۔ (ڈپٹی ایڈیٹر)

یاران ہم قالب

اپریل

دوسری مہینہ اپریل بھی اپنے دنوں کا فل ممبر ہے۔ اخباروں کے قدر دانوں کو بلکہ کرنے والا۔ نئی نئی خبریں دینے والا ہر امیدوار کی امید ادھوری نہیں۔ بلکہ پوری کرتا ہے جس اپریل فول کی راستے فہم بھی جاتی ہو اس کی مدبری مانی جاتی ہے۔ اکثر کینہ ناتراش شاہزادگان والا شان کی ریاستوں پر بیجا حملہ کرتے اور اپنی طبع نفسانی کی غرض کو مرچ ہری دکھلاتے۔ بھانڈوں کی شاگردی کا دم بھرتے ہیں۔ رؤسا یہ بھی نہیں جانتے کہ احاطہ حدود ریاست کے باہر کون حلال خور۔ منہ زور۔ حسد کی نجاست بھرا ٹوکرا سر پر لئے چیخ رہا ہے۔ کیا خدا اگر کل [illegible] ابھی دوسری بیٹے بطبع زہر ناجائز حضور کے عشق میں کل بادشاہ دشمنی ہوا۔ وہیں ناصح نے حسن کرم جہاں پاک کیا۔ ہر فرعون راس کے بعض نامنجار ہر عمر خود عالم بنجر دی میں پھر چودس۔ کولی۔ قصائی کنجڑوں کی کھیا بن تہذیب کو نجاست کی کڑھائی میں حسد کی آگ میں جلا زیادہ کرتے ہیں۔ اپنی اصطلاح میں اصلاح نام رکھتے ہیں۔ ہم بھی پہلے ہم بھی پہلے پورے کے اصلاحی تاکی کی بینائی کا انجکٹ نزد کے الضافی لیسنس کی تجلی درست کرنے کے واسطے پردیپ پانچ شاہ سنٹری کی زبیدہ ڈاکٹر مضامین بیچ کرنے کو تیار اور ان کی بیوٹی دار قصبی کسوٹی کر جائے۔ اصلاحی سلی کے پتھروں سے صاف کرنا چاہتے ہیں۔ اور

ادھر بھی شنا چلتے ہی اپریل کو جاسوس کی راستے مجبوں ہوائے تو یہ محسوس ہوئی۔ سکارا مراد سنگھ۔ نواب خیاتس علی خان منشان منتظر ہو گئے۔ آج بھی مرزا وہاں وغیرہ امراؤ۔ بادشاہ۔ نواب تین ایک ہو نا تو سستہ پرشت شکست نہیں بنشلین مسلسل کو جنرل اسٹوسل۔ سچ پوچھو تو جاسوس کی بو اب لے آج لکھی۔ ہاں کے انتہائی پسند کسوٹی پر نقد آگیا امتحان ہو اعلا یہ منشہ لیوں نہ ہوتے سا انسان ریاست میں تو کیا دنیا میں نہیں۔ قسمہ کو بدنام ہونا یا نا۔ جو ہری بادشاہ ہی۔ امراؤ نواب کی قدر رہا تھے ہیں۔ ان بھیا جاسوس گورنمنٹ اور ایجنٹ گورنر سے کو انجوائی کہتا ہے۔ اس کے نام سے رئیس ڈرتے ہیں۔ جو یہ کہنا ہے دری کرتے ہیں۔ وہاں صاحب جتنے ایجنٹ آج کل ہیں سب ہی ایسے ہیں۔ اگر باجرا وہ نہ ہوش تھے جنرل پلوڈن اور رسابل گرفین ہی تھے۔ اگر ہم سے پوچھو تو جاسوس بھر جاتے کیونکہ سٹر گریفن کے سرکل میں بے پوری دیکھا ہے۔ اس سے یہی بیری کیا۔ جا آجکل کا جناب ایجنٹ صاحب بے پروا رہتے ہیں۔ ڈرتے بھی جاسوس سے ڈرنا چاہیئے۔ وہ تو ریزیڈنٹ صاحب بہادر دام اقبالہم کی بے مطلب بے غرض۔ نہ کوئی اس کا مطلب ذاتی۔ نہ غرض دارمی۔ بلکہ خالی غرض۔ مطلب اور مطلب کے سبق پڑھا رہا ہے کہ پہلے آپ کا منصبی شعبہ گورنمنٹ پر جس بھروسے ہو سکے ہوشیار ہو کر ریاست کو آگاہ کر دیجئے نہ مانے تو پھر گورنمنٹ کو کرو وغیرہ وغیرہ۔

ہم ۔ کیوں جی جاسوس ۔ معلوم کیا خود غرض نہیں ۔ کیا خود مطلب نہیں ہے۔

وہ ۔ جی نہیں ۔ ہرگز نہیں ۔ ہرگز نہیں ۔ وہ بلکہ سبب ذاتی کے ایجنٹ صاحب کو کچھ دے رہے ہے۔

ہم ۔ کیوں جھک مارتے ہو ۔ وہ خود غرض مطلب اور غرضمند ہے بلکہ غرض حق سے نہیں ۔ بڑی کو لے کی غرضمندی ہے۔

وہ ۔ واہ جی واہ ۔ وہ ہرگز کوئی مطلب کوئی غرض نہیں رکھتا۔

ہم ۔ پھر دیکھ جائے ہو ۔ وہ خود غرض خود مطلب ہے ۔ ذرا ۲ جنوری کا جاسوس دیکھو ۔ وہ اپنا ریاست سے خود بھاگنا ۔ اپنا بے غیرت دوستان کا دکھڑا رویا ہے ۔ یہ غرض ۔ مطلب خود مطلبی ہے ۔ خود تو بھاگا اور ریاست کو الزام دیتا ہے ۔ مگر یہ نہیں بتاتا کیوں بھاگا اور کس نے بھگایا ۔ اب بتاؤ تعصب غرض مطلب ہے یا نہیں ۔ تبا ریزیڈنٹ شعبہ بقول اسکے یا تو غافل یا دیدہ و دانستہ مطلبیں بنا کر بیٹھے ہیں ۔ ریزیڈنٹ بھی وہ ریزیڈنٹ جس کو گورنمنٹ اپنا قوت بازو سمجھ لیک

فرض کیا جائے کہ مضمون کو رنگ مبالغہ کرے۔ اس سے بڑھ چڑھ کر جا سکیں ہو شاید ہو سکے۔ الونڈ یننٹ غافل ہے انجام نہیں ہے چپہ چپہ۔ اور سکھ ... کی خبر رکھتا ہے۔ تعجب ہے حکام ریاست کے باشندہ دن بہ پہر ... حق ... ظلم ہوا ... کیا ... یا شندہ ریاست بھی نہ کرے ...
ما شاء اللہ ... کیا۔

بات کیا چاہیے جب مفت کا حجت اٹھا

مجھ کو اس جرم پہ مارا کہ گنہگار نہ تھا

آخر ... شریف کے ہم نہ کہتے تھے کہ آئے دن کی ... بچاو ... میں ... خوبی ... اور جیا ... نہیں ہے۔ بلکہ ... کے لئے کمال کیا ہو جائے ... وہی ہوا۔ دوسرے کے ... خانہ خراب سے بدلے اس مرتبہ ... کی ... گئی ... سب ... بھول گئیں۔ ... دوست ... صاحب ... سب ہی تھے۔ ... کچھ ... کی طرح سب ... الگ ... کے ... کے ... کی ... کی آہ ... پر ظلم ... پر ... کی ... خالی جاتی ہے۔ اس پر کسی شاعر نے کہا ہے۔

... آہ ... ابابیل ... پر ... کی ہر چیز کا ... ہوا اور ... سے پہلا ... ہے۔ کیا ... ہر ... چیز قابل ... نہیں ہوتی ہے۔ ... بڑے ... کسی ... کی طرح اس طرح ... جمع ہو جاتا ہے ... پاک ... ہو ... اور ... اس ... ابھی ... صورت پکڑی۔ اس ... سے تو ہم کو غرض اور بحث نہیں ہے۔ کہ ... کیا ہو گا۔ اچھا یا برا۔ یہ تو ... ہیں۔ مگر ہم کو افسوس ... ہے تو یہ ... ہے تو یہ کہ انسان کیوں ... اور کیوں ... کے ... ہیں آئندہ جو کچھ پیش آئے۔ اس کا ... کیجئے۔ اور ... کے ... رہیے۔

ما قصہ — داغ پر داغ ... بھی ...
یہ بھی ... جو ...
فقط۔ حضرت ... ضلع ...

حیدر آباد

بقیہ ہفتہ گذشتہ

جہاں آنے والے لوگ بھی اول درجہ کے جنٹلمین۔ زیادہ تر انگریزی لباس زیب تن کئے ہوتے ہیں۔ اور جہاں کیوں نہ آئیں! جگہ ہی ایسی ہے۔ آخر ایک تکتہ دل بول ہی اٹھے!! ابھی بس کچھ دم مارنے کا مقام نہیں ہے۔ یہ زہر کھا لینے کی جگہ ہے" دوسرے صاحب نے جواب دیا "زہر خرید نے میں وقت و خرچ لگے گا۔ اس تالاب میں پانی ہی ... موجود ہے۔ ... بہتر ہی اس لئے کہ عاشق ... اپنی جان اپنے ... پر تصدق کر کے ... ہی ڈوب مرے اور وہ تماشا دیکھیں جیسے کسی نے کہا ہے۔

آرزو یہ ہے کہ نکلے دم تمہارے سامنے — تم ہمارے سامنے ہو ہم تمہارے سامنے

اس کے علاوہ ایک اور بھی فائدہ ہے اور وہ فائدہ ایک ایسا فائدہ ہے کہ جس کی تصدیق مرزا نوشہ غالب مرحوم خود فرما گئے ہیں۔ وہ یہ کہ

ہوئے ہم جو مر کے رسوا ہوئے کیوں نہ غرق دریا
نہ کبھی جنازہ اٹھتا۔ نہ کہیں مزار ہوتا

کیوں حضرت! ٹھیک ہے نا؟ ... خلاف تو نہیں عرض کر رہا" جواب دیا "ہاں بے شک! بالکل ٹھیک"! غرض اس قسم کی گفتگو زباں زد ہوتی ہے جب تک بینڈ بجا رہتا ہے یہی چرچا یہی فکر رہتا ہے۔ جب رات ہو جاتی ہے بینڈ ختم ہو جاتا ہے۔ سب لوگ گاڑیوں میں سوار ہو کر گھروں کو روانہ ہوتے ہیں۔ اور پھر اگلے ہفتہ اس ... وقت کی خبر سنا نے چلے جاتے ہیں کہ ... پھر ملیں گے اگر خدا لایا۔

بہاری بہاری وہ ... کہیں — کیا ہی ... کی ... دیکھیں
سیر ... کی ہے عجب ... — زندہ دل کیا ... یہ تماشائی

ما قصہ۔ ... اسٹاف انڈین ...

نظم در تقریب کتخدائی جناب عموی مولوی عبد الوہاب صاحب ... لکھنوی از نتیجہ فکر خاکسار محمد حسین ...

انڈین فلاسفر لکھنوی از بھوپال

اے ہمدم ... تا ... — ... بیا ... ہم

دیدیم بجواب این فسانہ
اک صحن چمن ہے سبز و شاداب
جسقدر ہیں پھول سب کھلے ہیں
پھرتی ہے کہیں خوشی میں بلبل
قمری نے لگے ہیں طوق زرتاب
گل بوٹے ہیں سبھی کھل گئے ہیں
کبک دری ناز کر رہا ہے
برسات ہے اور گھٹا ہے چھائی
بھادوں کی گھٹا عجب ہے جوبن
جب شاخوں میں پور لڑکھڑاتے
جھولے ہیں تو کچھ عجب ہے انداز
بلبل بھی گلوں سے مل رہی ہیں
شاخوں میں بیٹھے ہیں [illegible] سے
طوطے لگے ہیں بیٹھے کہیں پر
کویل کا بھی غلغلہ مچا ہے
بجتے ہیں خوشی کے شادیانے
پھولوں کا ہجوم ہے چمن میں
ہر گل ہے بہار باغباں ہے
قمری سے کہو کہ جیتے چلا ہے
کوئی نہیں کرتی کس نے غل
ہے حکم خزاں کو یاں سے اب جائے
بلبل کو بلاؤ تو کہاں ہے
جو کچھ ہے تو آج کھٹو ہے
اللہ خوشی ہے اور طرب ہے
یہ دھوم ہے شادی ہے شور و غوغا
کس واسطے ہے ہر ایک شادان
اتنا جو کہا تو ہنس پڑا وہ
بولا کہ نہ خیال عیش پوچھو
بتلاؤں میں باعث مسرت
تاریخ چہار دہ رجب کی

گو ہم ہوا نہیں ترانہ
پانی سے ہرا کے جنت [illegible]
بلبل کے عجیب چہچہے ہیں
مینا کی صدا کہیں ہے قلقل
ہے سرو چمن ہر ایک شاداب
ایسا ہیں درخت مل گئے ہیں
خود چال پہ اپنی مر رہا ہے
پھر بولیں سنے کی خوب آئیں
سب مست ہیں [illegible]
بوروں کی طرح سے جھوم جاتے
کچھ شوخی ہے کچھ نزاکت ہے کچھ ناز
غنچے بھی تمام کھل رہے ہیں
نارنگی کے آم کے بیچ کے
اور پھرتی ہے فاختہ زمین پر
میناؤں کا شور ہو رہا ہے
مطرب آیا ہے گیت گانے
خوش رویوں کی دھوم ہے چمن میں
اسطرح ہر ایک سے ملا ہے
مینا سے کہو کہ رنگ لائے
چپ چپ سی ہے آج کیسے بلبل
پھر فصل بہار حق سے آئے
اس وقت نہیں وہ نغمہ خواں پر
شادی سے تمام [illegible]
میں نے پوچھا کہ کیا سبب ہے
کس واسطے [illegible]
[illegible] گل ہوا ہے [illegible]
سب ماجرا دل کا کہہ دیا وہ
شادی کو [illegible] لکھو
بتلاؤں میں [illegible]
رخصت کی ہے رات [illegible] کی

یکجین ترے دل کی سب مرادیں — پوری ہوں تیں جو تجھے جتادیں
سنکے یہ نوید یہ خوشی ہے — شادی ترے عم کی رچی ہے
پر برق ہوئی ہے گھٹا [illegible] — امید ہے [illegible] کی بر آئی
نوشاہ کو ہو رہے مبارک — شادی کی دھوم ہو مبارک
میں نے جو سنا تو جھوم جایا — [illegible]
لیجے کا [illegible] دولت خاص — یہ نظم بھی اور ایک تحفہ
درگاہ میں تیری یا الٰہی — [illegible] کی التجا ہے یہی
یارب وہ مراد اپنی پائیں — [illegible]
دولہا کو ہو یہ دولہن مبارک — نوشاہ کو ہو سہیلیں مبارک
یارب یہ رہیں ہمیشہ خرم — دیکھیں نہ کبھی یہ صورت غم
عمروں میں زیادتی ہو ان کی — خوش رکھتی ہے خدا کی [illegible]
مقصود دلی بر آئیں سبھی — ہر بار نسیم گل کھلائیں

نوشاہ تم کو مبارک ہو
شادی دسہرہ ہو بادل شاد

چٹپٹی چٹنیاں

۱۰ مارچ کو [illegible] سیکشن میں [illegible] سٹیشن کے قریب دو گاڑیاں آپس میں ٹکرا گئیں۔ ایک ڈرائیور صاحب تو جاں بحق تسلیم ہو گئے۔ [illegible] ہوئے کاؤ صاحب کو بھی ایک [illegible] معاف۔ [illegible] حضرات [illegible] زیر علاج ہیں۔

حضرت موت سے گھبراں کو جو منزل شاق کو [illegible] گر [illegible] موت ہے [illegible] جنت کی [illegible] آتی ہیں۔ اور جب [illegible] سے [illegible] کی صدا [illegible] ہوتی ہیں تو [illegible] کو واسطے [illegible] کے [illegible] لیتی ہیں۔ [illegible] کے آگے [illegible] موت آنے [illegible] [illegible] الفضل الاخبار کے [illegible] کا خیال ہی [illegible] ہے۔ [illegible] مبارک [illegible] ناظرین کو مبارک [illegible] [illegible] کو مبارک۔

[illegible]
[illegible]